منابع

(۱) القرآن کریم

(۲) مجمع البحرین شیخ فخرالدین طریحی. و تحقیق احمد الحسینی, نشر: تہران: مرتضوی، ۱۳۶۲ش, پی۔ڈی۔ایف

(۳) محمد بن یعقوب فروزآبادی, قاموس المحیط , ناشر, دار الکتب العلمیۃ، منشورات محمد علی بیضون. مکان نشر, بیروت _ لبنان.

(۴) محمد بن مکرم بن علی، ابوالفضل، جمال الدین ابن منظور الانصاری, لسان العرب, الناشر: دار صادر _ بیروتالطبعۃ: الثانیۃ- ۱۴۱۴

(۵) ۔ صفی پوری شیرازی، منتہی الارب, تصحیح و تعلیق: محمد حسن فؤادیان، علیرضا حاجیان نژاد، مؤسسہ انتشارات دانشگاہ تہران۔ پی۔ڈی۔ایف

(۶): وحید الزمان, صحیح مسلم ترجمہ ,مکتبہ نعمانیہ اردو بازار لاہور پاکستان، پی۔ڈی۔ایف

(۷) ابن عبد ربہ، شہاب الدین ابو عمرو احمد بن محمد (۲۴۶ _ ۳۲۸ق) , عقدالفرید، ج۲، ص۲۶۸۔ پی۔ڈی ایف

(۸) نہج البلاغہ مکتوبات

(۹) المحمدی الری شہری، الشیخ محمد, میزان الحکمہ جلد ۲ فصل حجاب, ڈاکٹر محمد حسن رضویو ناشر واکیڈمی آف قرانک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسرچ

(۱۰) عباس قمی, کتاب بیت الاحزان شیخ, ترجمہ و تحقیق, مجتبی خورشید ینشر، ناشر، انتشارات طوبای محبت

(۱۱) محی الدین ابن عربی، الفتوحات المکیۃ، ج ۴، ص ۲۵۷، دار صادر، بیروت.

معاشرتی اصلاح کے لیے امام رضاؑ کی سیاسی سیرت

شیر محمد مقدسی[۱] (پاکستان)

اشاریہ:

رہبران الٰہی کی صفات وذمہ داریوں میں سے ایک معاشرتی اصلاح ہے جس کے ذریعے وہ معاشرہ کی تعمیر وترقی کیلئے بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

معاشرے میں بسنے والے افراد کی ان اہداف سے ناآشنائی اور بعض لوگوں کی خود غرضی کی وجہ سے ہمیشہ رہبران حق کو اصلاحی راہ میں مشکلات درپیش رہی ہیں۔

اسلام کے حقیقی پیشوا اور پیغمبر ختمی مرتبت صلعم اور ائمۂ معصومین نے قرآن وسنت کے جامع نظام کی روشنی میں معاشرتی اصلاح کا ایک مکمل سسٹم پیش کیا۔ جس میں دین، سیاست سے جدا نہیں۔ بلکہ سیاست معاشرہ کی اصلاح کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ لیکن مخالفین اسلام نے ہمیشہ سے سیاست کو دین سے الگ رکھنے کی کوشش کی ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اسلامی قوانین سیاسی پہلو کے بغیر معاشرے میں قابل نفاذ نہیں ہے۔ اسلام کا اصل مقصد ہی یہی ہے کہ روئے زمین پر خدا کی حکومت قائم ہو۔ اسی لیے ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء مبعوث ہوئے۔ ان سب کا ہدف زمین پر الٰہی قوانین کا اجرا ونفاذ تھا۔ جیسا کہ یہ بات روشن ہے رسول خدا ﷺ بعثت سے پہلے لوگوں کے درمیان صادق وامین کے القاب سے معروف تھے جوں ہی آپ صلعم کی جانب سے اعلان رسالت ہوئی ساحر اور کاذب کہہ کر پکارنے لگے۔ کیونکہ لوگ جانتے تھے یہ صرف تبلیغ دین نہیں بلکہ زمین پر ایک الٰہی حکومت کا قیام ہے اور اس صورت میں بعض لوگوں کے مفادات خطرے میں پڑ جاتے تھے۔

انبیاء کا کام صرف ان کے عقائد درست کرنا نہیں تھا بلکہ انسان کی طرز زندگی کو تبدیل کرنا تھا اسلئے انھوں

۱. (ارشد رشتہ فقہ تخصصی علوم سیاسی مجتمع العلوم)

نے عقیدے کے ساتھ ساتھ سیاسی اصلاح اور حکومت اسلامی کے قیام کی کوشش کی۔ائمہ طاہرین نے وارث پیغمبر ہونے کے ناطے آپ کے انہی اہداف کو آگے بڑھایا مگر ہر امام کی روش اور طریقہ کار دوسرے سے مختلف تھا۔ ہر ایک نے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق مبارزے کی روش اپنائی۔ جیسا کہ امام علی علیہ السلام نے اپنے زمانہ امامت کے حالات کے پیش نظر ایک خاص روش کا انتخاب کیا اسی طرح باقی اماموں نے اپنے دور کے مطابق روش اپنائی۔امام رضاع کی جب نوبت آئی تو اس وقت بنو عباس کی حکومت عروج پر تھی اور شیعوں پر ظلم وستم کے پہاڑ گرا رہے تھے امام علیہ السلام نے بصیرت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔

زیر نظر مقالہ میں"امام رضا علیہ السلام کے معاشرتی اصلاح کے سیاسی طریقہ کار کو بیان کرنا مقصود ہے۔جو آپ ع نے اس پر آشوب دور میں اسلام کی بقا واشاعت کے لیے اپنایا۔

کلیدی الفاظ: امام رضا، سیاست، تدبیر، امامت ولایت، معاشرہ.

مقدمہ

کسی بھی کام کو انجام دینے کیلئے نمونے کا ہونا ضروری ہے بغیر کسی رول ماڈل کے کوئی بھی کام سر انجام نہیں پاتا اسی لئے انسانوں کو الٰہی قانون کے مطابق زندگی بسر کرنے کیلئے بعض ایسی ہستیوں کی ضرورت تھی جن کو دیکھ کر انسان اپنی زندگی کو الہی قوانین کے مطابق ڈھال سکیں لہٰذا خداوند متعال ہر دور میں انبیاء اور رسول بھیجتا رہا۔ تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر زندگی بسر کریں۔ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک اہم پہلو سیاسی پہلو ہے جس کے بغیر انسان کا ایک معاشرے میں رہن سہن مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے ہمیں ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیاسی سیرت کا بھی مطالعہ کریں۔

ہمیں اماموں کی سیاسی روش سمجھنے کیلئے لازم ہے کہ کلمہ سیاست سے کامل آشنائی حاصل ہو سیاست سے کیا مراد ہے؟ اور اسلام جس سیاست کی بات کرتا ہے وہ کونسی سیاست ہے؟

اکثر لوگ اسلامی سیاست سے انکار اسلیئے کرتے ہیں کیونکہ انہیں سیاست سے درست آشنائی نہیں ہوتی۔ بعض لوگ مغربی سیاست سے متاثر ہو کر یہ کہتے ہیں اسلام اور سیاست دونوں ایک دوسرے سے جدا ہے۔ بعض لوگ موجودہ حکمرانوں کے طرز حکومت سے نالاں ہوتے ہیں اور انہی تصورات کی بنا پر سیاست کو بری چیز سمجھتے ہیں ان کی نظر میں وہی لوگ سیاست کے لائق ہیں جو دھوکہ باز، فریبکار اور دروغ گو ہیں۔ متدین اور نیک لوگوں کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ جبکہ لفظ سیاست منفی معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے، نہ لغت میں نہ اصطلاح میں بلکہ سیاست دانوں کے غلط رویوں کی وجہ سے منفی سیاست ایجاد ہو چکی ہے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ سیاست کو انبیاء وائمہ معصومین سے نسبت دی گئی ہے۔ ائمہ معصومین علیہم السلام نے کسی بھی وقت سیاست سے روگردانی نہیں کی ہے۔

سیاست کی تعریف:

لغوی اعتبار سے:

لفظ سیاست عربی کا لفظ ساس یسوس سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہے کشورداری، اصلاح امور، کسی ملک کو تدبیر اور قوانین کے تحت چلانا (مجمع البحرین)

بندوں کے امور کی اصلاح کرنا، تدبیر کے ساتھ کسی ملک کو چلانا (فرہنگ عمید)

اصطلاحی اعتبار سے:

سیاست یعنی تدبیر کے ساتھ کسی معاشرے کو چلانا، اس صورت میں معاشرے کی مدیریت کرنا مراد ہے (مصباح، ۱۳۹۶اق، ۲۵)

اسلام نے سیاست کو منفی معنی میں استعمال نہیں کیا ہے. زیارت جامعہ میں اماموں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں (انتم ساستہ العباد) آپ لوگ بندگان خدا کے امور کی تدبیر کرنے والے ہیں (مصباح، ۱۳۹۶اق، ۲۶) (شیرازی، بیتا، ۴، ۵)

سیاست کی اصطلاحی تعریف کی رو سے دو معنی بنتے ہیں:

۱۔سیاست بمعنی عام.

۲۔سیاست بمعنای خاص۔

سیاست بمعنای عام: اس حوالے سے سیاست انسان کی وہ روش و تدبیر ہے جو اس کے معاشرے کی امن اور بہتری کیلئے اپنائی جاتی ہے اس صورت میں سیاست انسان کی زندگی میں پیش آنے والی تمام اجتماعی امور کو شامل کرتی ہے مثلا امور اقتصادی، امور نظامی، اور ثقافتی امور، وغیرہ

سیاست بمعنای خاص: اس معنی کی بنیاد پر سیاست معاشرے کی مدیریت کرنا ہے۔اس صورت میں سیاست کا معنی حکومتوں کی وہ روش اور تدابیر ہیں جو کسی ملک کو چلانے کیلئے داخلی اور بیرونی طور پر اپنائی جاتی ہیں۔ جس کو زبان فارسی میں آیین کشورداری بھی کہا جاتا ہے۔ (شبانیا۲۰، ۱۳۹۸)

مثبت و منفی سیاست:

بذات خود لفظ سیاست منفی معنی نہیں رکھتی ہے نہ لغت کے اعتبار سے نہ اصطلاح کے اعتبار سے لیکن بعض سیاست دانوں کے منفی رویے اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے منفی سیاست ایجاد ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے سیاست کو انبیاء اور ائمہ معصومین سے نسبت دی گئی ہے رسول گرامی ص کی مشہور ترین حدیث ہے جس میں آپ صلعم اپنے اور اپنے اھل البیت علیہم السلام کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

《نحن ساستہ البلاد》 ہم شہروں کے تدبیر کرنے والے ہیں۔ (مجلسی،، بحار، ۱۴۰۴اق، ۲۳، ۲۵)

امام رضاع فرماتے ہیں: 《عالم بالسیاستہ ومفروض بالطاعتہ》 امام سیاست کا عالم ہوتے ہیں اور اس کی اطاعت کرنا فرض ہے (کلینی ۱۴۱۱ق، ۲۰۲،۱) اسی وجہ سے ائمہ علیہم السلام نے نالائق لوگوں کی سیاست پر اظہار تاسف کیا ہے. امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں امیر معاویہ کے بارے میں فرماتے ہیں: (اے معاویہ بھلا تم کب رعیت پر حکمرانی کی صلاحیت رکھتے تھے، اور کب امت کے والی اور سرپرست تھے بغیر کسی پیش قدمی اور بغیر کسی بلند عزت ومنزلت کے ہم دیرینہ بدبختیوں کے گھر کر لینے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ میں اس چیز پر تمہیں متنبہ کئے دیتا ہوں کہ تم ہمیشہ آرزوؤں کے فریب پر فریب کھاتے ہو اور تمھارا ظاہر باطن سے جدا رہتا ہے. (مفتی التوفی (۱۳۲۶ھ ۱۹۸۵، ۵۵ (فریدنی، ۱۳۹۶ق نہج لبلاغہ مکتب ۱۰)

ابن سینا نے کتاب سیاست میں بھی تدبیر کا لفظ استعمال کیا ہے (ابن سینا، ۱۹۸۵م، ۵)

سیاست کی بنیاد:

ہر انسان اپنے اعتقادات اور نظریات کی روشنی میں سیاست کرتا ہے۔ وہ ان چیزوں کو نظر میں رکھے بغیر کوئی کام انجام نہیں دے سکتا جن لاوہ معتقد ہے۔ لہٰذا سیاست پر ان کے اعتقادات شدت سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہم انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک وہ انسان جو اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اس کے علاوہ کسی چیز پر اعتقاد نہیں رکھتا دوسرا وہ انسان جو اس دنیا کے علاوہ بھی ایک اور حقیقت کا معتقد ہے ان کی سیاست کی بنیاد اسی اعتقادات کے بناء پر رکھی جاتی ہے اگر مادہ پرست ہے وہ سمجھتا ہے سیاست چند سالہ زندگی کی تدبیر کرنے کا نام ہے اس لحاظ سے سیاست صرف مال و ثروت کمانے، اقتدار اور حکومت کے حصول کا وسیلہ ہے۔

اگر مادہ پرست ہے نہ ہو اور اس دنیا کے علاوہ آخرت پر بھی ایمان رکھتا ہو وہ اس دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھتا ہے تو ان کے نزدیک سیاست سے مراد تدبیر امور مالی و معنوی دونوں مراد لیتا ہے۔ (شبانیا، ۱۳۹۰ق، ۲۲)

پس اگر سیاست کو مادی اعتبار سے دیکھا جائے تو طاقت اور جاہ و منزلت کے حصول کا ذریعہ ہے اور اپنی اس سلطنت کی حفاظت کیلئے مختلف روش اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ حصول اقتدار کیلئے جھوٹ، فریب، قتل و غارت بھی کرتا ہے۔

لیکن اگر طاقت کو خدا کی امانت سمجھا جائے تو اس صورت میں ان کا ہدف معاشرے کے اندر عدل وانصاف کے قیام، آزادی اور استقلال کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ اس طرح یہ سیاست بہترین روش شمار ہوتی ہے۔ (شبانیا، ۱۳۹۰ق، ۲۳)

اب ہمیں سیاست کے بارے یہ معلوم ہوا کہ سیاست اسلامی سے مراد انسانوں کی دنیاوی اور اخروی زندگی کی بہتری کیلئے اقدامات کرنا ہے. ائمہ علیہم السلام کا کام مادی لحاظ سے لوگوں کی تربیت کرنا تھا۔ تا کہ انسان بہتر سے بہتر زندگی گزار سکیں اسی طرح اخروی اعتبار سے لوگوں کی ہدایت کرنا مقصود تھا تا کہ سعادت اخروی کا بھی مستحق قرار پائیں۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تین اہم ادوار گزارے ہیں ذیل میں ان ادوار کا ذکر کرتے ہیں۔

امام رضا علیہ السلام کے ابتدائی دور

امام رضا علیہ السلام ۱۱ذلقعدہ ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے اپنے والد گرامی کے ساتھ ۳۵ سال گزارے۔ جس میں آپ نے زمانے کے بہت سی نشیب وفراز کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ جب آپ کے اوپر امامت کی ذمہ داری آئی تو اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ (خرازی، ۳۹۸، ۱۳۸۷)

مدت امامت علی ابن موسی رضا علیہ السلام ۲۰ سال ہے ان میں سے ۱۰ سال ھارون رشید کے ساتھ گزارے اس دوران آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ اسلام کی اشاعت کا بندوبست فرمایا۔ (فروشانی، ۱۳۹۱اق، ۷۰)

آپ کے اس دور امامت میں سب سے مشکل کام شیعوں کے اندر مختلف فرقوں کا پروان چڑھنا تھا یہ سلسلہ امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد شروع ہوا تھا آپ کی امامت کے دور تک ان میں سے اکثر فرقے عروج تک پہنچ چکے تھے۔ ان میں سے مشہور ترین فرقے غالیان، کیسانیہ، زیدیہ، باقریہ، اسماعیلیۃ خالصہ، مبارکیہ، سمیطیہ، فطحیہ، واقفیہ اور فرقوں کے اندر سے بھی کئی فرقے وجود میں آئے تھے۔زیدیہ ۶ فرقوں میں مزید تقسیم ہوگئی تھی۔ (فروشانی ۱۳۹۱اق، ۵) آپ نے دین کی صحیح معنوں میں اشاعت کی خاطر ان تمام فرقوں کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جو اس وقت کے حالات اور تقاضے کے مطابق وقت کی ضرورت تھی۔

فرقہ کیسانیہ کے ساتھ آپ کا رویہ

کیسانیہ محمد بن حنفیہؒ کو امام مانتے تھے۔ حتی اس بات کے معتقد تھے کہ محمد بن حنفیہؒ مقام عصمت پر فائز ہیں۔ جب کہ یہ مسلم ہے مقام عصمت امامت ثابت ہونے کیلئے نص صریح کی ضرورت ہے درحالیکہ ان کی امامت کے اثبات کیلیے انہوں کسی نص اور روایت کا سہارا نہیں لیا بلکہ ایک ضعیف دلیل کے ساتھ انکی امامت ثابت کرنے کوشش کی تھی۔ دلیل یہ تھی کہ جنگ جمل میں امام علی علیہ السلام نے علم

محمد بن حنفیہؒ کو تھما کر فرمایا تھا (تم میرے بیٹے ہو) جبکہ اس وقت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام موجود تھے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محمد بن حنفیہؒ اس وقت مقام امامت پر فائز تھے۔ (طوسی، ترجمہ، عزیزی، ۱۳۸۶ق، ۷۵)

انکے مقابلے میں شیعوں کے پاس امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے بارے میں جو روایت ہے وہ محکم ہے روایت یہ ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام زین العابدین اور محمد بن حنفیہؒ کے درمیان امامت کے بارے میں گفتگو ہوئی تو دونوں نے حجر اسود کو حکم قرار دیا اس وقت حجر اسود نے امام زین العابدین کی امامت کی گواہی دی اس کے بعد محمد بن حنفیہؒ نے کبھی امامت کا دعوی نہیں کیا۔ (طوسی، ترجمہ، عزیزی، ۱۳۸۶ق، ۳۵۶)

دوسری دلیل امیر المؤمنین کی وصیت ہے جس میں آپ علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام کو مخاطب کر کے اپنا جانشین قرار دیا۔ اگر محمد بن حنفیہؒ امام ہوتے تو آپ علیہ السلام انہیں وصیت کرتے جبکہ وصیت میں واضح طور پر فرمایا آپ میرے بعد میرے جانشین اور ولی ہیں میرے خون کے وارث ہیں آپ مختار ہیں اگر آپ چاہیے تو میرے قاتل سے بدلہ لیں نہ چاہیں تو اسے چھوڑ دیں۔ (مکارم، پایگاہ رسانی انترنت)

امام رضا علیہ السلام نے غالی اور واقفیہ کے علاوہ کسی فرقے کے ساتھ سخت رویہ اختیار نہیں کیا۔ (صفری۔۱۳۹۱، رفتار شناسی امام رضاع فرقہ ھای درونی، ص ۱۵۴)

فرقہ زیدیہ کے ساتھ آپ کی روش

زیدیوں میں بہت ساروں نے حکومت وقت کے خلاف خروج کیا لیکن امام رضا علیہ السلام نے کسی کی حمایت نہیں کی کیونکہ آپ بخوبی جانتے تھے اسطرح مقابلہ کرنا امامت کے مفاد میں نہیں ہے۔ امام کی صفات میں سے ایک یہی ہے کہ وہ وقت شناس اور مصلحت شناس ہوتے ہیں امام کے اپنے خاندان میں سے ایک شخص جو زید النار کے نام سے مشہور تھا اس کا کام حکومت کے خلاف بغاوت کرنا تھا اس نے بہت سے بنو عباس کے پیروکاروں اور حامیوں کے گھروں کو آگ لگا یا تھا۔ امام علیہ السلام نے ان کو ایسے کام کرنے سے ممانعت کرتے تھے۔ (صفری۔۱۳۹۱، رفتار شناسی امام رضاع فرقہ ھای درونی، ص۸۸)

فرقہ واقفیہ سے مقابلہ

۔امام ہفتم کی شہادت کے بعد شیعوں میں مختلف فرقوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک فرقہ واقفیہ تھا ان کا اعتقاد یہ تھا کہ امام ہفتم شہید نہیں ہوئے ہیں بلکہ وہ مھدی زمان ہیں لہٰذا غیبت اختیار کی ہے ان کا نظریہ تھا امام موسی کاظم ع کے بعد کوئی اور امام نہیں ہے انہی پر امامت کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا ہے دوسری جانب فرقہ قطعیہ تھا جو امام ہفتم کی شہادت کے قائل تھے اور امام رضا علیہ السلام کی امامت کے بھی، یہی فرقہ شیعہ اثنا عشری کے نام سے معروف ہوا۔ واقفیہ جو کہ امام ہفتم علیہ السلام کے متعلق مھدویت کے معتقد ہو گئے تھے اس کا ایک سبب مال کی لالچ تھی کیوں کہ امام ہفتم علیہ السلام نے بہت سارے لوگوں کے پاس امانتیں رکھی ہوئی تھیں انہوں نے اس کو ہضم کرنے کی خاطر امام کی شہادت کے منکر ہو گئے تھے اس کی واضح مثال امام رضا علیہ السلام کا وہ خط ہے جو عثمان عیسی رواسی کے نام لکھا تھا۔ جس میں آپ علیہ السلام نے ان سے وہ اموال جو ان کے والد گرامی نے ان کے پاس بطور امانت رکھی تھی، واپس کرنے کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں یہی اس نے کہا آپ کے والد گرامی ابھی تک زندہ ہے میں کس طرح ان کا مال آپ کو دے دوں؟ امام نے ان کو شدت کے ساتھ جواب دیا میرے والد گرامی شہید ہو چکے ہیں ان کے اموال وراثت میں تقسیم ہو چکے ہیں (پیشوائی، ۱۳۷۲ق، ۴۹۳) (صدوق، ۱۳۷۳ق، ۲، ۱۰۴) (طوسی ۱۳۸۶ق، ۴۳) اس قسم کے لوگوں کی وجہ سے شیعوں میں ایک اور انحرافی فرقہ ممطورہ کے نام سے وجود میں آگیا جس کا بانی محمد بن بشیر تھا یہ شخص حلول تناسخ کا معتقد تھا اور محرمات کو مباح سمجھتا تھا۔ ان کے متعلق امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ رو گردان زندگی کرتے رہینگے آخر میں کفر کی موت مرینگے۔ (جعفریان، ۱۳۷۰ق، ۵۸۶)

حکومت جور کے ساتھ مقابلہ

امام رضا علیہ السلام نے اپنے والد گرامی کی شہادت کے بعد اپنی امامت کا کھل کر اعلان کر دیا۔ (بمان مصطف، ۱۳۹۴ق، ۲۳) عباسی حکومت کے ساتھ دینے کو حرام قرار دیا۔ آپ نے فرمایا ان کا ساتھ دینا ان کے ساتھ ارادت رکھنا انکی احتیاجات کو پورا کرنا کفر کے برابر ہے اگر عمدا ایسا کیا گیا تو گناہ کبیرہ

ہے جس کا نتیجہ جہنم کا مستحق ہو گا۔ (بمان مصطف، ۱۳۹۴ق، ۲۴)

امام علیہ السلام کے ھارون کے ساتھ مبارزے کے چند نمونے

1 محمد بن سنان امام علیہ السلام کے خاص صحابیوں میں شمار ہوتے تھے کہتے ہیں میں نے ایک دن امام علیہ السلام سے عرض کیا آپ نے اپنے والد گرامی کے شہادت کے بعد اپنی امامت کا برملا اعلان کر دیا مجھے ڈر لگتا ہے اس سے سخت خونریزی ہونے کا خطرہ ہے امام علیہ السلام نے جواب دیا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے جراٴت ملی جب ابو جہل نے آپ کو دھمکایا تو اس وقت آپ نے فرمایا اگر ابو جہل میرے سر کے ایک بال بھی چھین سکے تو تم لوگ مجھے پیغمبر نہیں ماننا! میں بھی یہی کہوں گا یقین لر لیں اگر ھارون میرے سر کا ایک بال بھی اکھاڑ سکے تو میں امام نہیں ہوں۔ (بمان مصطف، ۱۳۹۴ق، ۲۴،۱) (کلینی ۱۴۱۱ھ، ۸،۲۵۷)

2 علی ابن ابی حمزہ نے امام علیہ السلام سے کہا آپ نے ھارون جیسے خون خوار کے سامنے اپنی امامت کا اعلان کیا آپ ھارون سے نہیں ڈرتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا اگر میں اس سے ڈر جاؤں تو اس کا مطلب ہے میں نے ان کا ساتھ دیا۔ابولہب نے جب رسول خدا کو دھمکی دی تو اس وقت آپ ص نے فرمایا ابو جہل اگر تم معمولی سا خراش مجھے پہنچا سکے تو اس وقت میں جھوٹا ثابت ہو گا۔ تمھیں بھی یہی کہوں گا اگر ھارون رشید مجھے معمولی سا خراش بھی پہنچا سکے تو میں جھوٹا ہو گا

3 صفوان بن یحییٰ کہتا ہے امام رضا علیہ السلام نے اپنے بابا کی رحلت کے فورا بعد ایک ایسی سخنرانی کی ہمیں ان کے جان کا خطرہ ہونے لگا میں نے ان سے عرض کیا آپ نے ھارون جیسے طاغوت کی موجود گی میں ایسا جملہ بولا ہے ہمیں خوف ہے آپ نے فرمایا ھارون جتنی چاہے کوشش کرے لیکن وہ کچھ نہیں کر پائیگا۔ (کلینی ۱۴۱۱ھ، ۴۲۷،۱)

امام علیہ السلام نے اپنی دور امامت میں سے ۱۷ سال مدینے میں گذارے۔اس وقت شیعوں کی جان و مال کی حفاظت کیلیئے کوئ بھی کسر نہیں چھوڑی۔آپ اپنی جان سے زیادہ ان کے بارے میں غمگیں رہتے تھے

ان کوحکومت وقت سے پنہاں رکھنے کی خاطر مختلف طریقے اپناتے تھے کیونکہ حکومت کے کارندے اور جاسوس آپ کی کڑی نگرانی کرتے تھے تاکہ اسلامی ثقافت کے فروغ کی خاطر جو سلسلہ امام باقر علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ باقی رہے۔

علی ابن حمزہ کہتا ہے ایک دن امام ع بازار گئے اور کچھ جانور خرید کر گھر لائے اور اس کی خرید وفروش شروع کی حکومت کے کارندوں نے فورا یہ خبر ھارون تک پہنچادی جس سے ھارون بہت مطمئن ہوا کہ امام رضا علیہ السلام اپنے ذاتی امور میں مصروف ہیں اور انہیں حکومت سے کوئی سروکار نہیں۔ (کلینی ۱۴۱۱ھ، ۴۸۷،۱)

مدینہ منورہ پر ھارون کی لشکر کشی

امام کاظم علیہ السلام کے بعد مدینہ میں محمد بن جعفر نے حکومت کے خلاف قیام کیا تو اس وقت ھارون رشید نے اس کی سرکوبی کیلیے مدینے پر حملہ کردیا (جعفریان، ۱۳۷۰ق) تمام علوی خاندان کے گھروں کو مسمار کردیا حکم یہ تھا گھروں کو مسمار کرنے کے ساتھ خواتین کے جسم سے صرف ایک لباس کے علاوہ باقی تمام لباس اترنا ہے جب فوج نے گھروں کو تباہ کرنے کے بعد خواتین پر ھاتھ لگانے کی کوشش کی تو امام علیہ السلام ان کے مقابلے میں کھڑے ہوگئے تمام علوی خواتین کو ایک کمرے میں جمع کردیا خود دروازے پر بیٹھ گئے فوج نے اسرار کیا تو آپ نے کہا کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دونگا میں خود ان کے زائد لباس ان سے لیکر تمھیں دونگا آخر میں ایسا ہی کیا اسطرح امام علیہ السلام نے خواتین کی عصمت فروشی ہونے سے بچا لیا۔ (احمدی، ۱۳۸۹ق، ج۵، ص۲۶)

امام رضا علیہ السلام نے بڑی ہنرمندی کے ساتھ ھارون جیسے خون خوار انسان سے اپنے چاہنے والوں کو بچاتے ہوے اپنی مشن جاری رکھا۔ (رہبری، ۱۳۹۰ق، ۳۳۶) آپ کے اس ۲۰ سالہ دور میں کبھی دشمن کو موقع نہیں دیا کہ وہ شیعوں کو کوئی نقصان پہنچائے

دور دوم:

یہ دور امین کی خلافت کا دور تھا۔ھارون رشید نے اپنے بعد امین کو خلیفہ منتخب کر کے یہ عھد لیا تھا

اس کے بعد مامون خلیفہ ہوگا اور امین کی زندگی میں خراسان کی حکومت مامون کے ھاتھ میں رہینگے لیکن امین نے حکومت سنبھالتے ہی مامون کو عزل کر کے اپنا بھائی موسی کو خراسان کا گورنر بنادیا اس وجہ سے امین اور مامون کے درمیان اختلافات شروع ہوگئے آخر میں ان دونوں بھائیوں کے درمیان اختلافات جنگ کی نوبت تک پہنچ گئے۔ اس دوران امام رضا علیہ السلام نے خوب استفادہ کرتے ہوئے دین مبین کی اشاعت کا کام جاری رکھا (ابن اثیر، ۱۳۸۸ق، ۱۶۶، ۱۶) اور شیعیان کو بہت تقویت ملی۔ بعد مأمون کو یہ خوف ہونے لگا کہیں شیعیان پرچم علوی کے ساتھ قیام نہ کریں لیکن امام سے مقابلہ کرنے کی جرات نہیں ہوسکی تو ولی عھدی دینے پر مجبور ہوگیا۔ یہ امام علیہ السلام کے جراتمندانہ مدیریت کا نتیجہ تھا (رہبری، ۱۳۹۰ق، ۳۳۷) چالیس ہجری سے لیکر مامون عباسی تک شیعوں کو ختم کرنے کا بنوامیہ و بنوعباس کے ساری سازشیں خاک میں مل گئ اور ۲۰۱ھ میں ولایتعھدی سے شیعوں کو اور زیادہ تقویت ملی۔ (رہبری، ۱۳۹۰ق، ۳۳۷)

دور سوم

امام ہفتم علیہ السلام کی شہادت کے بعد علویان میں بنی عباس کے خلاف نفرتیں پھیلنا شروع ہوگئ تھی۔ ساتھ ہی مامون عباسی نے اپنے بھائی امین کو قتل کردیا اس کے بعد وہ ملت اسلامیہ کے مطلق العنان حکومت کا مالک ہوگیا۔ امین اور مامون کے درمیان ۵ سال تک کشمکش جاری رہی اس دوران امام کی فعالیت اور شیعوں کی گسترش کی وجہ سے مامون امام رضا علیہ السلام کو ولی عھدی کی پیشکش دے کر خراسان کی طرف لانے پر مجبور ہوگیا۔ جس کے پس پردہ چند مقاصد پنہاں تھے۔

۱۔ ان میں سے پہلا مقصد شیعوں کے مبارزہ سے بچنا تھا کیونکہ اس وقت شیعوں نے دو خصوصیت اپنائ تھی۔ ایک تقیہ دوم استقامت۔ ان خصوصیات کی وجہ سے شیعہ آرامش کے ساتھ تقیہ کے لبادے میں بہت فعال ہورہے تھے۔ ان دو خصوصیات کے بناء پر شیعہ ہمیشہ میدان مبارزہ میں کامیاب رہے اور شور و شرابہ کے ساتھ خلیفہ وقت سے ٹکرانے کی کوشش نہیں کی۔ ۔ مامون عباسی چاہ رہا تھا ان کی مخفیانہ فعالیتیں اور سرگرمیاں منظر عام پر آجاے۔ اسی لئے اس نے امام کو میدان سیاست میں کھینچا تاکہ شیعوں کی حکمت عملی کو روکا جائے اس نے یہ تدبیر سوچی کہ ان کے بڑے اور مہم شخصیت کو

عھدہ دیا جائے اس سے یہ ثابت ہو گا یہ لوگ نہ مظلوم ہیں اور نہ مقدس۔

۲۔ شیعوں کا دعوی تھا خلافت بنی امیہ اور خلافت بنو عباس غاصب اور نا مشروع ہے۔ لذا وہ اس کو مشروعیت کی حیثیت دینا چاہ رہا تھا۔ جس کے لئے امام رضا علیہ السلام کو ولایت عہدی کے منصب پر فائز کرنا قابل معقول تھا۔ امام علیہ السلام کی جانب سے قبولیت کی صورت میں اس کی اور دیگر خلفاء کی حکومت کو مشروعیت حاصل ہو جانا تھی۔ اسطرح شیعوں کے عقیدہ کو کمزور کرنا مقصود تھا کیونکہ شیعوں نے ہمیشہ خلافت بنی امیہ اور بنی عباس کو ظالم اور نامشروع قرار دیتے رہے تھے۔ (رہبری ۱۳۹۰ق، ۳۳۹)

۳۔ امام رضا علیہ السلام کو اپنی تحت کنڑول میں لانا تھا۔ یہ کام ابھی تک بنی امیہ اور بنی عباس نہیں کر سکے تھے۔

4۔ امام رضا علیہ السلام کو حکومتی کارندوں میں درگیر کر کے آہستہ آہستہ لوگوں کی نظروں سے گرانا تھا تاکہ لوگ ان سے محبت کرنے کے بجائے نفرت کرنا شروع کریں۔

۵۔ لوگوں کی نظروں میں اپنے لئے معنویت دیکھنا کا خواہاں تھا یعنی اس نے اپنی اولادوں، قریبی رشتہ داروں پر فرزند رسول صلعم کو مقدم رکھا ہے اور ولایت عہدی کے لئے امام کا انتخاب کیا ہے۔ (رہبری، ۱۳۹۰ق، ۲۵۰) ۔ جیسا کہ ملاحظہ فرمایا یہ تمام قضیے کتنے پیچیدہ اور گہری سوچ کے تحت انجام پائے تھے لیکن امام علیہ السلام نے ان سب کو اپنی معنویت بصیرت سے ناکام بنادیا اور مامون کی تمام سازشوں پر پانی پھیر دیا۔

امام رضا علیہ السلام کا سفر اور مامون کی سازشوں کا مقابلہ

مامون نے شیعوں کو خاموش کرنے اور امام رضا علیہ السلام کو اپنے تحت قدرت میں لانے کیلئے یہ تدبیر سوچی کہ علی ابن موسی رضا کو مدینہ سے خراسان کی طرف بلایا جائے تاکہ لوگوں کو یہ باور ہو جائے کہ مامون اہل البیت کو بہت چاہتا ہے اسی لیے اس نے حکومت دینے کا اعلان کر دیا۔ امام رضا علیہ السلام نے اس کی ان سازشوں کو ناکام بنانے کیلئے شروع ہی سے اقدام کیا۔ جب ان کو مدینے سے نکال رہے تھے تو

امام علیہ السلام نے اپنے تمام خاندان کو جمع کیا اور اپنے سفر کا اعلان کرتے ہوئے اپنی مجبوری اور مامون کے عزائم کے بارے میں بتا دیا اور اپنے اوپر رونے کا حکم دیا کسی نے کہا مولا سفر کے وقت گریہ کرنا اچھی بات نہیں تو آپ نے فرمایا یہ ان لوگوں کیلئے ہے جو واپس وطن پہنچنے کی امید رکھتے ہوں مجھے یقین ہے میں دوبارہ پلٹ کر یہاں نہیں پہنچوں گا۔ (شیرازی، ترجمہ، باقرفالی، ۱۳۶۸ق، ۱۳)

دوسرا مقصد مامون کو اپنی حکومت کی مشروعیت کو ثابت کرنا تھا اسلئے آپ علیہ السلام نے ولی عھدی قبول کرنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کیا کہ اگر تم حکومت کے مستحق ہو تو تمھارے لئے جائز نہیں کہ اس کو کسی اور کا حوالہ کرو اگر تمھارا حق ہی نہیں ہے تو ایسی چیز کا دوسرے کے حوالہ کرنا معنا نہیں رکھتا۔

سفر کے دوران آپ کو مختلف راستوں سے گھما کر لایا گیا تو آپ نے اپنی حقانیت اور معاشرے میں ولایت کی اہمیت کو اجاگر کرتے رہے۔ جیسا کہ نیشاپور پہنچنے کے بعد لوگوں نے آپ علیہ السلام سے حدیث بیان کرنے کی التماس کی تو آپ علیہ السلام نے محمل کا پردہ اٹھایا اور فرمایا: میں نے اپنے بابا موسی بن جعفر سے اسنے جعفر بن محمد سے انہوں نے محمد بن علی سے انہوں نے علی ابن حسین سے انہوں امام حسین سے انہوں علی ابن ابی طالب سے انہوں رسول گرامی ص سے انہوں جبرائیل سے انہوں نے خداوند متعال سے نقل کیا ہے۔خداوند متعال فرماتا ہے لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو بھی اس میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہیگا (پھر امام ع فرماتے ہیں) لیکن شرائط کے ساتھ اور میں ان شرائط میں سے ایک ہوں۔ (ابن بابویہ ۱۳۸۱ق،)

مختلف مذاہب کے ساتھ مناظرے۔

امام علیہ السلام معاشرے میں امن و بھائی چارگی کو ترجیح دیتے تھے۔ دین اسلام کی اشاعت کیلئے مختلف مذاہب کے ساتھ مناظرے کئے۔دوسرے مذاہب کے مسلحانہ مقابلے میں گفت و شنید کا رویہ اختیار کیا جسے آپ نے بہترین دلائل کی روشنی میں اسلام کے حقیقی چہرے کو لوگوں کے سامنے پیش کر دیا آپ علیہ السلام کی زندگی کے ۷ مناظرے جو آپ ع نے خلیفہ وقت کے دربار میں دوسرے مذاہب کے بڑے بڑے علماء سے کئے (۔مکارم ۱۳۸۸ق، ۷۰)

آپ علیہ السلام نے ان مذاہب کے لوگوں کو ان کی اپنی کتابوں سے استدلال کر کے ان کو قانع کر دیا ۔عیسائیوں کو انجیل سے یہودیوں کو توریت سے اور زرتشت وغیرہ کو ان کی اپنی کتابوں سے جواب دیا ساتھ خلیفہ وقت کو بھی یہ پیغام دیا کہ خلیفہ المسلمین کیلئے کیا کیا خصوصیات ہونی چاہیے۔؟

امام علیہ السلام کے اس روش سے چند چیزیں ہمارے لیے روشن ہو جاتی ہیں۔

ا۔اسلام کا رویہ دوسرے تمام مذاہب کے ساتھ منطقی ہے یہاں تک کہ جنگ جب تک ہم پر مسلط نہ کی جائے ہم ہتھیار نہیں اٹھائے اسلام کا شروع سے ہی یہی روش رہا آج بھی یہی ہے کل بھی یہی رہیگا۔

۲۔ علماء اسلام کو دنیا کے حالات اور دوسرے مذاہب کے بارے میں باخبر ہونا چاہیے تا کہ ان سے گفتگو کے ذریعے اسلام کا اصل چہرہ ان کے سامنے پیش کر سکے۔

۳۔ دنیا کے ساتھ ارتباط قائم کرنے کیلئے ایک حکومت کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور اس سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔

۴۔ علماء کے لئے دوسری زبانوں پر مسلط ہونا لازم اور مہارتی امر ہے۔

شاگردوں کی تربیت

آپ کی سیاسی سیرت میں سے ایک بہترین سیرت شاگرد پروری ہے یہ بہترین خصوصیات آپ علیہ السلام کو اپنے آباء واجداد سے ورثے میں ملے تھے۔انہوں نے ہر زمانے کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر ظالم حکومتوں کی ظلم وجور کا مقابلہ کرنے کیلئے لوگوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا۔اور خود شاگردوں کی ذاتی صلاحیتوں کو ملحوظ نظر رکھ کر ان کی رہنمائی کرتے تھے جیسا کہ بعض کو علم کلام میں بعض کو علم طب بعض کو فلسفہ اور بعض کو ریاضیات ۔ وعلم اصول میں ماہر بناتے تھے دین کی آبیاری کیلئے ایسے ایسے شخصیات کی تربیت کی جنہوں نے دین اسلام کو صحیح معنوں میں سمجھ کر نسل جدید تک پہنچانے میں کردار ادا کیے ۔اسی وجہ سے ہر زمانے میں حکومت وقت کو اھل البیت سے حسادت ہونے لگی۔ اماموں میں سے ہر ایک کا زمانہ ایک جیسا نہیں تھا اسی اعتبار سے وقت کے تقاضے کو مد نظر رکھتے ہوئے شاگرد پروری کا عمل جاری رکھا۔اگر ہم امام رضاع کے زمانے کا ملاحظہ کریں تو معلوم ہوتا ہے ان کا دور امام باقر علیہ السلام

اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے دور کی نسبت انتہائی سخت دور تھا کیونکہ اس وقت بنو عباس عروج پر پہنچ چکا تھا ان کے استکباریت کے سامنے بھی آپ نے اپنا مشن جاری رکھتے ہوے بعض 9 کی تربیت کی جو مرتے دم تک ائمہ کی سیرت اور دین کی اشاعت کرنے میں بہترین کردار ادا کرتے رہے۔ ان میں سے چند اشخاص بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

1۔ حسن بن علی بن زیاد الوشاء۔امام رضا علیہ السلام کے نزدیک ترین صحابی شمار ہوتے ہیں یہ شخص شروع میں واقفی مذہب کا عقیدہ رکھتا تھا جب امام علیہ سلام نے ان کو تعلیم دیا تو اس نے شیعہ مذہب اختیار کیا تا امام ھادی کے دور تک اماموں کے شانہ بشانہ ساتھ رہے شیخ طوسی نے ان کو اثر مکتوب میں شمار کیا ہے (مکارم ۱۳۸۸ق،۱۷)

2 دعبل بن علی بن رزین۔دعبل خزائی مشہور شاعر اہل البیت شمار ہوتے ہیں۔حال شعراء کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے شیخ فرماتے ہیں اس نے جب امام کی شان میں قصیدہ پڑھا تو امام نے اس کو لباس کا عطیہ دیا اس کے اندر ۶۰۰ دینار رکھے ہوئے تھے۔امام کاظم علیی السلام اور امام رضا علیہ السلام دونوں کے صحابی شمار ہوتے ہیں۔آیت اللہ خوئی نے ان کو صحیح السند قرار دیا ہے (خوئی۱۹۸۹م، ۱۴۷،۷، ۸) (طوسی، ۱۳۸۶ق، باب العین/۱۷۔۵۳۳۱)

۳زکریا بن آدم زکریا بن آدم بن عبدا ابن سعد اشعری قمی اصحاب ثقہ میں شامل ہوتا ہے جو جلیل القدر صحابی امام رضا علیہ السلام ہے آیت اللہ خوئی نے ان کو تین اماموں کے صحابی قرار دیا ہے رجال کشی میں ایک روایت نقل ہوئ ہے اس میں امام جواد فرماتے ہیں خداوند صفوان بن یحیٰ، محمد بن سنان، زکریا ابن آدم کو بہترین اجر عطا کریگا امام جواد علیہ السلام کے وفادار ساتھیوں میں سے تھے۔امام نے محمد بن اسحاق کو جو خط لکھا تھا اس میں ان کے عارف ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (خوئی ۱۹۸۹م، باب الدال/۶۹۶۴، ج۸، ص۱۴۹)

۴ صفوان بن یحیٰ۔صحابی امام رضا علیہ السلام و امام جواد میں سے ہیں شیخ نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے شیخ طوسی کہتے ہیں وہ ہر روز ۱۵۰رکعت نماز پڑھتے تھے (طوسی ۱۴۱۳ھ، ۱۴۲، ۱۰)

نتیجہ

تمام انبیاء و اولیاء کا ھدف اصلی روی زمین پر الہی حکومت کو لوگوں کے خشنودی کے تحت برپا کرنا تھا اسی لئے ہر ایک نے اپنے زمانے کے حالات کے پیش نظر سعی و کوشش کی ہے قرآن مجید کی اس آیت کے مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے جس میں رب کریم فرماتا۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ. ((الحدید: ۲۵)

بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو بینات اور ان کے ساتھ کتاب و میزان کے بھیجا تاکہ لوگ (معاشرے میں) قسط قائم کریں اور ہم لوہے کو نازل کیا جس میں شدید حرارت اور لوگوں کیلئے فائدے ہیں تاکہ وہ جان لیں جو غائبانہ خدااور رسول کی نصرت کرتا ہے بیشک خدا قوی اور عزت والا ہے۔

آیات اور روایات کی روشنی میں یہ بات مسلم ہے کہ حکومت طاغوت اور ان کے ساتھ ہم کاری کرنا بھی حرام ہے اس کے باوجود ہمیں بہت سارے مواقع ایسے نظر آتے ہیں جس میں ائمہ معصومین نے حکومت وقت کا ساتھ دیا بعض جگہوں پر خاموشی اختیار کی اور بعض مواقع میں بیزاری کا اظہار کیا۔ کئ لوگوں کو حکومت کے ساتھ رہنے کی ھدایت کی بعض کو سختی سے منع کر دیا اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ہمارے آئمہ نے ہمیشہ مفاد مسلمین کو مد نظر رکھ کر سیاسی روش کو اپنایا اگر حکومت جور کے ساتھ دیا بھی وہ معاشرے کی فلاح بہبود اور مومنین کی جان و مال کی حفاظت کے خاطر تھا ساتھ ہی ولایت ائمہ اور نظام امامت کیلئے جدو جہد کرتے رہے۔ امام رضا علیہ السلام کے دور امامت میں یہ سارے روش نظر آتے ہیں۔ ابتدائی دس سالہ زندگی جو آپ نے ہارون کے ساتھ گزاری جس میں آپ نے اپنی امامت کا برملا اظہار کیا اور مامون کے دور میں کبھی خاموشی اور کبھی حکومت کو مشورہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

فہرست منابع

القرآن۔

۱. انسان ۲۵۰ سالہ بیانات مقام معظم رہبری دربارہ زندگی سیاسی۔ مبارزاتی ائمہ ارفع، کاظم، معصومین علیہم السلام گردآوری و تنظیم صباچ اول ۱۳۹۰ انتشارات مئوسسۂ ایمان جہادی

۲. احمدی، علی بمان ملک، تاریخ پیامبر واہل بیت علیہم السلام /

۳. مشخصات نشر: قم: مرکز بین المللی ترجمہ ونشر المصطفیٰ ﷺ، ۱۳۹۴.

۴. البروجردی، حسین الطباطبائی، طبقات رجال: کتاب رجال الکشی فہرست الشیخ الطوسی فہرست الشیخ النجاشی/تالیف؛ بخط و تحریر حسن النوری الہمداتی؛ تقدیم محمد واعظ زادہ خراسانی.

۵. مشخصات نشر: مشہد: آستانہ الرضویہ المقدسہ، مجمع البحوث الاسلامیہ، ۱۴۱۳ق.، = ۱۹۹۲م.، = ۱۳۷۱.

۶. ابن سینا، ابوعلی حسین بن عبداللہ، کتاب السیاسۃ، ناشر: دارالعرب مکان چاپ: قاہرہ

۷. سال چاپ: ۱۹۸۵ نوبت چاپ: سوم

۸. بن بابویہ القمی؛/ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین، التوحید؛ صححہ وعلق علیہ ہاشم الحسینی الطہرانی قم: جماعہ المدرسین فی الحوزہ العلمیہ بقم، موسسہ النشر الاسلامی، ۱۴۲۳ق. = ۱۳۸۱.

۹. بن قولویہ القمی، ابی القاسم جعفر بن محمد بن جعفر بن موسی، ترجمہ کامل الزیارات/ مولف؛ مترجم محمد جواد ذہنی تہرانی. تہران: پیام حق، ۱۳۷۷.

۱۰. پیشوایی، مہدی، سیرہ پیشوایان: نگرشی بر زندگانی اجتماعی، سیاسی وفرہنگی امامان معصوم علیہم السلام /؛ با مقدمہ جعفر سبحانی. قم: موسسہ امام صادق علیہ السلام، ۱۳۷۲.

۱۱. خرازی، محسن، زندگینامہ چہاردہ معصوم علیہم السلام، ہیئت تحریریہ موسسہ درراہ حق

۱۲. وضعیت ویراست: [ویراست؟]

۱۳. مشخصات نشر: [قم]: مسجد مقدس جمکران، انتشارات، ۱۳۸۷

۱۴. خمینی، روح اللہ، صحیفہ امام، رہبر انقلاب و بنیانگذار جمہوری اسلامی ایران، ۱۲۷۹ - ۱۳۶۸ محل نشر: تہران ناشر: مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی علیہ السلام زبان اثر: فارسی چ پنجم ۱۳۹۸
۱۵. خوئی، ابوالقاسم الموسوی، معجم رجال الحدیث و تفصیل طبقات الرواہ
۱۶. مشخصات نشر: قم: دفتر آیہ اللہ العظمی الخوئی، ت ۱۴۰۹ق. = ۱۹۸۹م. = ۱۳۶۸
۱۷. رسول جعفریان، حیات فکری و سیاسی امامان شیعہ،
۱۸. زبان فارسی، ناشر سازمان تبلیغات اسلامی تاریخ نشر ۱۳۷۰ ش
۱۹. شیرازی، محمد حسینی، نقش رہبری حضرت امام رضا علیہ السلام، ترجمہ و تحقیق باقر فالی. قم کانون نشر اندیشہ ہای اسلامی ۱۴۱۰ق ۱۳۶۸
۲۰. شبان نیا، قاسم، فلسفہ سیاست، چاپ اول ناشر انتشارات مئوسسہ آموزشی و پژھشی امام خمینی چ اول ۱۳۹۸
۲۱. شیرازی، السید محمد الحسینی، السیاسۃ و قانون الأسباب والمسببات
۲۲. مؤسسۃ المجتبی للتحقیق والنشر، بیتا
۲۳. صفری، نعمت اللہ، رفتارشناسی امام رضا علیہ السلام و فرقہ ہای درون شیعی. مشہد: انتشارات، قدس رضوی، ۱۳۹۱.
۲۴. صدوق، ابن بابویہ ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین قمی، عیون اخبار الرضا علیہ السلام. فارسی ترجمہ و متن عیون اخبار الرضا علیہ السلام / تالیف ترجمہ حمید رضا مستفید، علی اکبر غفاری تہران: نشر صدوق، -۱۳۷۳
۲۵. طوسی، محمد بن حسن؛ ترجمہ کتاب الغیبہ / تالیف ترجمہ و تحقیق مجتبی عزیزی. مسجد مقدس جمکران، ۱۳۸۶. ۸۲۷ ص. ۹
۲۶. عاملی، جعفر مرتضی، زندگی سیاسی ہشتمین امام حضرت علی بن موسی الرضا علیہ السلام / تالیف ۱۹۴۴. م؛ ترجمہ خلیلیان، خلیل. تہران: دفتر نشر فرہنگ اسلامی، انتشارات، ۱۳۷۳.

۲۷. عزالدین، علی بن الاثیر، کامل تاریخ بزرگ اسلام و ایران / تالیف؛ ترجمہ علی ہاشمی حائری؛ [بہ سرمایہ] شرکت سہامی چاپ و انتشارات کتب ایران وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی. تہران: مجہول،
۲۸. فیض کاشانی، حضرت امام علی ابن موسی الرضاؑ [تہران]: ۱۳۷۰
۲۹. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، ۳۲۹ق ناشر بیروت دارلتعارف للمطبوعات ۱۴۱۱ھ
۳۰. مفید، محمد بن محمد بن النعمان، الارشاد فی معرفہ حجج اللہ علی العباد؛ باترجمہ و شرح ہاشم رسولی محلاتی،. تہران: دفتر نشر فرہنگ اسلامی، ۱۳۷۸ء
۳۱. مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، رجال اسل ۸ ۱۰۳۷ - ۱۱۱۱ق.
۳۲. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار: الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الأطہار تالیف بیروت داراحیاء التراث العربی [۱۴۴۰].
۳۳. مصباح یزدی، محمد تقی، ۱۳۱۳حکیمانہ ترین حکومت: کاوشی در نظریہ ولایت فقیہ، ناشر انتشارات مئوسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینی رح چاپ زمزم نوبت چ سوم ۱۳۹۶
۳۴. مجمع البحرین
۳۵. مشایخ فریدنی، محمد حسین ۱۳۶۹ - ۱۲۹۱
۳۶. نظرات سیاسی در نہج البلاغہ ـ [تہران: بنیاد نہج البلاغہ ۱۳۶۶.
۳۷. مکارم شیرازی، ناصر، ۱۳۰۵، مناظرات تاریخی امام رضاؑ با پیروان مذاہب و مکاتب دیگر/. مشہد: بنیاد پژوہشای اسلامی، انتشارات، ۱۳۸۸.
۳۸. ہیئت تحریریہ موسسہ در راہ حق]، پیشوای ہشتم حضرت علی بن موسی الرضاؑ / [قم: موسسہ در راہ حق، ۱۳۹۴.